1500 سالہ جشنِ ولادت خاتم النبیین

۴ ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ / 29 اگست 2025ء

خصائصِ مصطفیٰ اکریم

صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ وبارک وسلّم

(پہلا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان (مرکزی دفتر) جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور



گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com یا QRcode سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ۝ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ۝ [الضحٰی 93:4،5]

سرورِ عالَم ﷺ کا یہ اِعزاز ہے کہ ربِّ کریم نے اوّلین وآخرین کی تمام خوبیوں اور جہان بھر میں بکھرے ہوئے حُسن وکمال کو پورے جوبن کے ساتھ اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں جمع فرمادیا ہے۔

صرف یہی نہیں کہ آپ ﷺ تمام خوبیوں کے جامع ہیں، بلکہ خالقِ کائنات نے آپ ﷺ کو بے شمار ایسی خوبیاں بھی عطا فرمائی ہیں جو سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسۡلِیۡمَات سے لے کر آخری انسان تک... آپ ﷺ کے علاوہ کسی ایک کو بھی نہیں ملیں۔ اِن اوصاف وکمالات کو ''خصائصِ مصطفیٰ ﷺ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اوصاف وخصائص کا ذکر کرنا ربِّ کریم کا حکم ہے، رسولِ پاک ﷺ کی سنت ہے، انبیائے کرام کا وظیفہ ہے اور گزشتہ کتابوں میں پہلی اُمّتوں سے اِس کا وعدہ لیا گیا تھا۔ (دیکھیے اٰلِ عمران 03:187)

اگر یہ پوچھا جائے کہ خصائصِ مصطفیٰ ﷺ کی تعداد کتنی ہے؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ رحمتِ عالَم ﷺ کے خصائص بے شمار ہیں۔ علمانے اِنھیں جمع کرتے ہوئے مستقل کتابیں لکھیں ہیں، امام جلال الدین عبد الرحمان سُیوطی علیہ الرحمہ نے ''الخصائص الکُبرٰی'' کے نام سے کتاب لکھی اور اُس میں تقریباً اڑھائی سو خصائص ذکر فرمائے... مگر یہ اُن کا علم ہے، اُن سے زیادہ علم والے مزید بھی جانتے ہیں، پھر تمام مخلوق سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں کہ اُنھیں کیا کچھ عطا فرمایا گیا ہے اور آپ ﷺ سے بھی بڑھ کر آپ کو نوازنے والا خالقِ کائنات جانتا ہے کہ اُس نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ پر کیا کیا عنایات فرمائی ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:30، ص:253، ملخصًا)

خصائصِ مصطفیٰ ﷺ کو ''بے شمار'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اُس چیز کو شمار کرسکتی ہے جس کی کوئی حد وانتہا ہو... اگر باری تعالیٰ نے اپنی عنایات کا سلسلہ موقوف کردیا ہوتا، کہ جو کچھ دینا تھا وہ سب دے دیا تو بھی مخلوق شمار نہ کرپاتی... مگر ربِّ کریم کی عنایات کا عالَم تو یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے: وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی۔ [الضحٰی 93:4] (ایک مفہوم یہ ہے کہ) ''یقیناً آپ کے لیے ہر آنے والا لمحہ پچھلے لمحے سے بہتر ہے۔'' (مزید دیکھیے تبیان القرآن، زیرِ آیت) جب لمحات کا شمار ممکن نہیں تو لمحہ بہ لمحہ ترقی افزوں کمالات کا شمار بھی ممکن نہیں۔

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بَری	حیراں ہُوں میرے شاہ! میں کیا کیا کہوں تجھے [1]
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامُشی	چپ ہو رہا ہے کہہ کے مَیں کیا کیا کہوں تجھے

1500 سالہ جشنِ ولادت کی مناسبت سے آئندہ خطبات میں چند خصائصِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

[1] یارسول اللہ! آپ کے اوصافِ حمیدہ کی انتہا نہیں، وہ تناہی (ختم ہونے) کے عیب سے پاک ہیں، مَیں حیران ہوں کہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے کیا کیا کہوں؟

خاصۂ مصطفیٰ ﷺ... شانِ لَوْلَاک

سرورِ عالَم ﷺ کی خصوصیات کئی طرح کی ہیں، کچھ خصائص ایسے ہیں جو آپ ﷺ کے میلادِ مبارک سے بھی پہلے ظاہر ہو چکے تھے۔ اِن میں سے ایک یہ ہے کہ ربِّ ذوالجلال نے ازَل میں آپ ﷺ کے سرِانور پر "لَوْلَاک" کا تاج سجا دیا۔ یعنی ربِّ کریم نے تمام مخلوق کو سرورِ عالَم ﷺ کے طفیل پیدا فرمایا اور اِس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ مخلوق دیکھے کہ محبوبِ کریم ﷺ کو ربِّ العزت کی بارگاہ میں کیسی بے مثال عزت و وَجاہت حاصل ہے۔[1]

عمِّ رسول سیدنا عباس کے شہزادے سیدنا عبد اللہ رضی تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ربِّ ذوالجلال نے سیدنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات کو وحی فرمائی:

❖ يَا عِيْسٰى آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَّأْمُرْ مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْ أُمَّتِكَ أَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهِ! یعنی "اے عیسیٰ! نبیِ آخر الزماں محمد ﷺ پر ایمان لائیے اور اپنی اُمت کو بھی حکم دیجیے کہ جو اُن کا زمانہ پائے اُن پر ایمان لائے!"

❖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ۔ "اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو مَیں آدم کو بھی پیدا نہ فرماتا (آدم علیہ السلام نہ ہوتے تو کوئی انسان بھی نہ ہوتا) اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو مَیں جنت و دوزخ کو بھی پیدا نہ فرماتا۔"

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:4227[2])

---

[1] یاد رہے کہ ربِّ کریم کے کسی کام میں "علت" یا "غرض" نہیں ہوتی؛ کیونکہ اُس کی شان اِس بات سے بہت بلند ہے کہ وہ علت کا محتاج ہو یا اُس کی کوئی خوبی کسی فعل کے ذریعے مکمل ہو، تاہم اُس کے ہر فعل میں بے شمار حکمتیں ہوتی ہیں۔ اُس کا کوئی بھی کام "اتفاقی" یا "رسمی" نہیں ہوتا، بلکہ ہر چیز تقاضائے حکمت کے عین مطابق ہوتی ہے۔ حکمت اور علت میں فرق یوں سمجھیے کہ جب ہم کسی کام کے بارے میں پوچھیں: "کیوں کیا؟" تو جواب میں علت (وجہ) ذکر کی جائے گی اور جب پوچھیں: "کس لیے کیا؟" تو جواب میں غرض کو بیان کیا جائے گا۔ "کیوں" اور "کس لیے" سے ہٹ کر کام کے جو نتائج و ثمرات ہوتے ہیں اُنھیں "حکمت" اور "فائدہ" کہا جاتا ہے۔

[2] امام محمد حاکم نیشاپوری علیہ الرحمہ نے المستدرك علی الصحیحین میں اور امام تقی الدین علی سبکی علیہ الرحمہ نے شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام ﷺ میں اس کی تصحیح کی ہے۔ نیز شفاء السقام کے محقّق نے بھی اس کی تائید میں مفصّل کلام کیا ہے۔ (شفاء السقام، ص:359 تا 362، دار الکتب العلمیہ)

علامہ یوسف صالحی شامی علیہ الرحمہ نے سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ میں عنوان قائم کیا: الباب الثانی: فی خلق آدم وجمیع المخلوقات لأجله ﷺ (بابِ ثانی اس بارے میں کہ جناب آدم اور تمام مخلوق آپ ﷺ کے طفیل پیدا کی گئی ہے)، اس باب میں اُنھوں نے حدیثِ مذکور کو ذکر کرنے کے بعد اس کے متعدد شواہد نقل کیے ہیں۔ (سبل الہدی والرشاد، ج:1، ص:74، دار الکتب العلمیۃ)

علامہ عجلونی علیہ الرحمہ نے کشف الخفاء میں فیصلہ کُن بات کہی: وَأَقُوْلُ: لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَدِيْثًا۔ یعنی الفاظ اصطلاحِ اُصولِ حدیث کے مطابق صحیح نہ بھی ہوں تو معنی صحیح ہے۔ (کشف الخفاء ومزیل الالباس، ج:2، ص:192، المکتبۃ العصریۃ)

اگرچہ یہ روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے، مگر یہ عقل سے معلوم ہونے والی بات نہیں ہے، اِس کا مطلب ہے کہ اُنھوں نے سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سُن کر ہی فرمایا ہے۔[1]

امامِ اہلِ سنت، پیکرِ علم و حکمت، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

ہوتے کہاں خلیل وبنا کعبہ و منی
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مقصود یہ ہیں آدم ونوح و خلیل سے
تُخمِ کرم میں ساری کرامت ثمر کی

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ربِّ کریم سے روایت فرمایا: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ! لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ یعنی "مجھے اپنی عزت وعظمت کی قسم! اے محبوب! اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو مَیں جنت ودوزخ کو بھی پیدا نہ فرماتا۔" (الفردوس بمأثور الخطاب، ج:5، ص:227، دار الکتب العلمیۃ)

زمین وزماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین وچناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے فارسی میں خوب صورت نعت لکھی اور آخر میں عرض کیا:

تُرا عِزِّ لَوْلَاكَ تَمْكِيْن بَس است   ثَنَائے تُو طٰهٰ ويٰس بَس است

(یارسول اللہ، صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ کے اِعزاز کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کے سر پر لولاک کا تاج سجایا ہے اور آپ کی تعریف کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآنِ حکیم نے آپ کی مدح میں طٰہٰ اور یٰس ارشاد فرمایا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش بھی سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طفیل فرمائی تھی اور اُس نے مخلوق کی بقا بھی جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قدموں سے وابستہ رکھی ہے۔ اعلیٰ حضرت محدّثِ بریلوی علیہ الرحمہ نے خوب کہا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے[2]

---

[1] امام محمد زُرقانی علیہ الرحمہ نے لکھا: وَمِثْلُهٗ لَا يُقَالُ رَأْيًا، فَحُكْمُهُ الرَّفْعُ۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، ج:1، ص:86، دار الکتب العلمیۃ)

[2] اِس پر دلیل کے لیے ملاحظہ کیجیے فتاویٰ رضویہ، ج:30، ص:674، 675

خاصہ مصطفیٰ ﷺ .... نَسَبِ عالی

میلادِ نبوی سے پہلے ظاہر ہونے والے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام الانبیا ﷺ کی عزت افزائی کے لیے باری تعالیٰ نے سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات سے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک... اور سیدتنا حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک... حضور اقدس کا نور ہمیشہ پاکیزہ لوگوں میں رکھا، آپ ﷺ کے آباء واجداد اور اُمّہات وجدّات میں کوئی بھی کفر وشرک کی نَجاست سے آلودہ نہیں ہوا۔[1]

فرمانِ باری: اللہ تعالیٰ نے کلامِ مجید میں ارشاد فرمایا: اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ۔ یعنی "بلاشبہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کس بندے کو منصبِ رسالت سے نوازنا ہے۔" [الانعام124:06] آسان الفاظ میں مفہوم یہ ہے: رسالت ونبوّت کا منصب عام چیز نہیں، میرا نبی ورسول ہونا ایسا عالی شان منصب ہے کہ جس کے لیے مَیں نے خود اپنے بندوں میں سے بہترین کا انتخاب فرمایا ہے۔

اِسی لیے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی پیدائش ہمیشہ معزّز خاندانوں میں ہوئی اور ہر نبی اعلیٰ ترین اوصاف سے متّصِف ہے۔ سیدِ عالَم ﷺ کی عزت ووَجاہت تمام انبیائے کرام سے بڑھ کر ہے، چنانچہ آپ اوصاف واخلاق اور سیرت وکردار میں بھی اعلیٰ ترین ہیں اور نسبِ پاک کے اعتبار سے بھی افضل ترین ہیں؛ کیونکہ آپ ﷺ کے لیے ربّ العزت نے خود بہترین خاندان کا انتخاب فرمایا ہے۔

ارشاداتِ نبویہ: اطیب الطیبین ﷺ نے متعدد احادیث کریمہ میں اپنے آباء واجداد کے پاکیزہ، پسندیدہ اور بہترین ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔

عمِّ رسولِ کریم سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر اپنا تعارف کروایا اور فرمایا: "مَیں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطّلب ہوں (ﷺ)۔" مزید فرمایا:

- ❖ اِنَّ اللہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً ۔ یعنی "اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوق: انسانوں سے بنایا۔"
- ❖ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عرب وعجم میں تقسیم کیا تو مجھے عمدہ ترین جماعت: عرب میں رکھا۔"
- ❖ ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ۔ یعنی "پھر خالقِ کائنات نے عرب کے مختلف قبیلے بنائے تو مجھے اعلیٰ شان والے قبیلہ: قُریش میں پیدا کیا۔"

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: شُمُوْلُ الْاِسْلَامِ لِاُصُوْلِ الرَّسُوْلِ الْکِرَام، مشمولہ در فتاویٰ رضویہ، ج:30، ص:267 تا 305، رضا فاؤنڈیشن لاہور

❖ ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا ... یعنی ”پھر ربِّ ذوالجلال نے قریش کے متعدد خاندان بنائے تو میری پیدائش سب سے افضل خاندان: بنو ہاشم میں فرمائی۔“

❖ دوسری روایت کا اختتام اِن الفاظِ کریمہ پر ہے: فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔ یعنی ”مَیں خود بھی سب سے اعلیٰ شان والا ہوں اور میرا گھرانہ بھی تمام خاندانوں سے برتر ہے۔“ (سنن ترمذی، حدیث: 3607، 3608، قال الترمذی: هذا حديث حسن)

اکرم الاکرمین ﷺ کے آباء واجداد کے پاکیزہ وطیب ہونے پر اِس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنی فضیلت بیان فرماتے ہوئے اکیس پشتوں تک اپنا نسب مبارک بیان فرمایا، یوں ہی اپنی جدّات عالیات کا بھی ذکر فرمایا۔ یعنی حضور پُر نور کے آباء واُمّہات ایسے پاکیزہ حضرات تھے جن پر نبیِ کریم ﷺ کو ناز تھا۔ (دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج: 30، ص: 276 تا 281)

اولاد کا اعزاز: نواسۂ رسولِ کریم سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ پُرملال پانچ ربیع الاوّل کو ہوا۔ یعنی آنے والا کل آپ کا یومِ وصال ہے۔[1] اِس مناسبت سے یہ بات بھی ایمان کو جلا بخشے گی کہ جہاں نبیِ کریم ﷺ کا یہ خاصہ ہے کہ آپ ﷺ کے تمام آباء واجداد اور اُمّہات وجدّات پاکیزہ افراد تھے، یوں ہی آپ کا یہ منفرد اِعزاز بھی ہے کہ آپ کی اولادِ امجاد کو ربِّ کریم نے خاص طہارت وپاکیزگی سے نوازا ہے اور روزِ قیامت بھی سرورِ عالَم ﷺ کی اولادِ امجاد کا نسب آپ سے ثابت ہوگا۔

اولادِ رسولِ پاک کی طہارت وپاکیزگی خود ربِّ کریم نے قرآنِ عزیز میں ذکر فرمائی، جسے امامِ اہلِ سنّت نے شعر میں یوں بیان کیا:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ارشادِ نبوی ہے: وَإِنَّ الْأَنْسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ غَيْرَ نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ وَصِهْرِيْ۔[2] یعنی ”یقیناً قیامت کے دن تمام نسب منقطع ہو جائیں گے (رشتہ داری کی محبتیں ختم ہو جائیں گی)، مگر میرا نسب بھی باقی رہے گا اور میرا اُسرالی رشتہ بھی قائم رہے گا۔“ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 4747، امام حاکم وذہبی نے اِسے صحیح قرار دیا)

---

[1] بعض لوگ 28 صفر المظفر کو سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ شہادت مناتے ہیں۔ اِس حوالے سے یہ بات ذہن میں رہے کہ 28 صفر کا تاریخِ وصال ہونا کسی بھی معتبر کتاب میں مذکور نہیں... جب کہ امام ابن حجر عسقلانی نے "الإصابه" میں، صلاح الدین صفدی نے "الوافي بالوفيّات" میں، شمس الدین ابن خلکان نے "وفيّات الأعيان" میں، خطیبِ بغدادی نے "تاريخ بغداد" میں، علامہ ابن عبد البر نے "الاستيعاب" میں، امام ابن حبان نے "الثقات" میں اور امام ذہبی نے "تاريخ الإسلام" میں ربیع الاوّل کو ماہِ وصال لکھا ہے۔ شیخ ابن عساکر نے "تاريخ مدينة دمشق" میں، امام طبری نے "المنتخب من ذيل المذيل" میں، مؤرخِ شہیر محمد بن سعد زہری نے "الطبقات الكبير" میں، علامہ ابن جوزی نے "صفة الصفوة" و "المنتظم في تاريخ الأمم والملوك" میں، امام جلال الدین سیوطی نے "تاريخ الخلفاء" میں اور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین نے "سوانحِ کربلا" میں 05 ربیع الاوّل کو تاریخِ وصال قرار دیا ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہم اللہ تعالیٰ۔

[2] یہ روایت متعدد صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے مختلف اسانید کے ساتھ مروی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج: 23، ص: 233 تا 235

خاصۂ مصطفیٰ ﷺ... ولادت سے پہلے چرچا

1500 سالہ جشنِ ولادت مناتے ہوئے اِس خصوصیت کا ذکر بھی ایمان افروز ہے کہ سیدِ عالَم ﷺ ابھی دُنیا میں تشریف نہیں لائے تھے تب بھی چہار دانگِ عالَم میں آپ کے نامِ نامی کی دُھوم تھی۔

دیگر تمام انبیائے کرام علیہم الصّلوات والتسلیمات کا انداز یہ تھا کہ وہ تشریف لائے، اپنا تعارف کروایا، پھر کچھ خوش نصیب ایمان لائے اور بہت سارے بدنصیب محروم رہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ نبی کے تشریف لانے سے پہلے ہی اُن پر ایمان کا عہد کرنے والے اور اُن کا چرچا کرنے والے موجود ہوں۔ یہ شان اللہ تعالیٰ نے صرف سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چاند ﷺ کو ہی عطا کی ہے کہ اُن کی جلوہ گری سے پہلے ہی انبیائے کرام علیہم السلام اور اُن کی امتوں سے آپ پر ایمان لانے کے وعدے لیے جاچکے تھے، میلادِ مصطفیٰ ﷺ سے پہلے ہی آپ کے وسیلے پیش کیے جاتے تھے اور نورِ نبوی کے دُنیا میں ظہور سے قبل ہی تمنّائیں کی جاتی تھیں کہ کاش ہماری زندگی میں وہ جلوہ فرما ہوں اور ہم اُن کی غلامی کی سعادت پائیں![1]

یہود کا توسل: خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اُن کے اس قدر چرچے تھے کہ یہود کو جب جنگ میں مشکل پیش آتی تو وہ آپ ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے۔

ارشادِ ربّانی ہے: وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ ۙ وَكَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ ۫ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ۔ یعنی ”جب اُن کے پاس قرآن مجید آگیا جو تورات کی تصدیق کرنے والا ہے، باوجودیکہ اس سے پہلے یہودی اِسی نبی کے وسیلہ سے کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگتے تھے، تو جب اُن کے پاس وہ جانا پہچانا نبی تشریف لے آیا تو وہ اُس کے منکر ہوگئے تو اللہ کی لعنت ہو انکار کرنے والوں پر۔“ [البقرۃ 89:02]

ائمہ نے تفاسیر میں ذکر کیا کہ جب مشرکوں اور یہودیوں کے درمیان جنگ شدت اختیار کرتی تو یہودی تورات کو کھولتے، رسول اللہ ﷺ کے ذکرِ مبارک والے مقام پر اُنگلی رکھ کر بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرتے: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسۡأَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِيۡ وَعَدۡتَّنَا أَنۡ تَبۡعَثَهٗ فِيۡ آخِرِ الزَّمَانِ أَنۡ تَنۡصُرَنَا الۡيَوۡمَ عَلٰى عَدُوِّنَا۔ اے اللہ! جس نبی کو تُو نے سب سے آخر میں بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے ہم اُس کی عزت و وجاہت کا واسطہ پیش کرکے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں دشمنوں پر فتح عطا فرما!

اِس دُعا کا نتیجہ کیا ہوتا تھا؟ فَيُنۡصَرُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا وسیلہ ردّ نہیں فرماتا تھا، اُنھیں مدد عطا ہوتی اور فتح پالیتے۔

(روح المعانی، زیرِ آیت۔ عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی، زیرِ آیت۔ اِسی کی مثل امام ماتریدی نے تأویلات اہل السنۃ میں ذکر فرمایا)

---

[1] علامہ شہاب الدین محمود آلوسی نے لکھا: وَلَمۡ يُؤۡمِنۡ أَحَدٌ بِنَبِيٍّ غَيۡرِهٖ علیہ الصلاۃ والسلام قَبۡلَ ظُهُوۡرِهٖ۔ (روح المعانی و جمل علی جلالین، زیرِ یٰس:20)

توجہ طلب بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کا انتظار کرنے والے یہودی جب آپ کے نام کا وسیلہ پیش کرتے تو اللہ تعالیٰ ردّ نہیں فرماتا تھا... اگر آپ کا اُمتی سچا غلام بن کر وسیلہ پیش کرے تو کیسے خالی موڑا جائے گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہودی اپنے نبی کے نام کا وسیلہ کیوں نہیں پیش کرتے تھے؟ کلمہ اپنے نبی کا پڑھتے تھے اور وسیلہ ہمارے آقا کریم ﷺ کا پیش کرتے تھے... اِس کی کیا وجہ ہے؟ ظاہر ہے کہ اُن کے پاس تشریف لانے والے انبیائے کرام نے اُنھیں سکھایا ہی یہ تھا کہ مشکل وقت میں اُسی ہستی کا نام لینا جو ابھی دنیا میں تشریف تو نہیں لائے، لیکن باری تعالیٰ اُن کا وسیلہ ردّ نہیں فرماتا۔

تورات میں ذکر: سیدتنا اُمِّ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تورات کے ماہر عالِم سیدنا کعب الاحبار رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: تورات میں رسول اللہ ﷺ کے کیا اوصاف ذکر کیے گئے ہیں؟ اُنھوں نے بیان کیا کہ تورات میں یہ اوصاف (بھی) مذکور ہیں:

❖ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ، اِسْمُهُ الْمُتَوَكِّلُ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ**۔ یعنی محمد اللہ کے پیارے رسول ہیں، اُن کا نام متوکِّل (اللہ پر بھروسہ کرنے والا) ہے، نہ وہ بد اخلاق ہیں نہ سخت زبان و تُرش مزاج، نہ ہی بازاروں میں چلّانے والے ہیں۔

❖ **أُعْطِيَ الْمَفَاتِيْحَ، لِيُبَصِّرَ اللهُ تَعَالٰى بِهٖ أَعْيُنًا عُوْرًا وَّيُسْمِعَ بِهٖ آذَانًا وُّقْرًا وَّيُقِيْمَ بِهٖ أَلْسُنًا مُّعْوَجَّةً**... یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنھیں (خزانوں کی) چابیاں عطا فرمائی ہیں؛ تاکہ اُن کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینا کردے اور اُن کے ذریعے بہرے کانوں کو سننے والا کردے اور اُن کے ذریعے ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے۔

❖ **حَتّٰى يُشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ**۔ یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔

❖ **يُعِيْنُ الْمَظْلُوْمَ وَيَمْنَعُهٗ**۔ یعنی وہ مظلوموں کے مددگار ہوں گے اور اُنھیں کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:1، ص:377، دار الکتب العلمیۃ، ورواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق، وروی البخاری أولہ عن عبد اللہ بن عمرو[1])

اہلِ کتاب اپنی کتابوں میں نبی رحمت ﷺ کے یہ حسین اوصاف پڑھ کر یقیناً محوِ حیرت ہوتے ہوں گے کہ وہ کیسی شان والا محبوب ہے جس کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اُس کی ایسی عزت افزائی فرما رہا ہے!

اِس کے ساتھ ساتھ اگر روایت میں مذکور آخری وصف "وہ مظلوموں کے مددگار ہوں گے اور اُنھیں کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے" کو غزہ کے تناظر میں دیکھیں تو شرم سے سر جھک جائے گا۔

---

[1] عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: لَقِيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ؟ قَالَ: أَجَلْ! وَاللهِ إِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْآنِ: {يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا} [الأحزاب: 45]، وَحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ، أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔ (البخاری، رقم: 2125)

حرفِ آخر: ذکرِ خصائص سے محبّتِ رسول میں اضافہ

رسول اللہ ﷺ کی اُلفت وچاہت وہ عظیم دَولت ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی، ربِّ کریم یہ نعمت فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ شاعر نے بہت خوب کہا:

دِہَدْ حَقْ عِشْقِ اَحْمَدْ بَنْدگانِ چِیْدَۂ خُودْ را
بَخَاصّاں شَاہ می بَخْشَدْ مَئِ نُوشِیْدَۂ خُود را

(نبیِ کریم ﷺ کا عشق اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے، (بلاتشبیہ) بادشاہ اپنا جوٹھا صرف خاصوں کو ہی دیتا ہے۔)

ماہِ ولادتِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے دوران خاص طور پر یہ آرزو بھی ہونی چاہیے اور کوشش بھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دولتِ عشقِ رسول ﷺ میں اضافہ نصیب فرمائے!

محبتِ رسول بڑھانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان کثرت کے ساتھ نبیِ کریم ﷺ کے اوصاف وخصائص کا تذکرہ کرے، آپ کے حُسن وجمال کی باتیں کرے اور آپ کی سیرت وکردار سے متعلق زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف وخصائص کا ذکر کرنا ربِّ کریم کا حکم بھی ہے اور رسولِ پاک ﷺ کی سنت بھی... یہ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کا وظیفہ بھی ہے اور صحابۂ ذی شان علیہم الرضوان کا شعار بھی۔

صحابۂ کرام کس قدر حضور کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ کرتے تھے! حضرت سعید بن اِیاس جُرَیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مَیں سیدنا ابو طُفَیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا، وہ فرمانے لگے: مَا بَقِیَ أَحَدٌ رَأَى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ غَيْرِي۔ محبوبِ خدا ﷺ کی زیارت کرنے والوں میں سے اب صرف مَیں ہی باقی ہوں، باقی سب وصال فرما گئے ہیں۔ جُریری رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سنتے ہی خوشی سے جھوم اُٹھے اور کہنے لگے: وَرَأَيْتَهٗ؟ آپ نے سیدِ عالم ﷺ کی زیارت کی ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: جی ہاں! جریری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: كَيْفَ كَانَ صِفَتُهٗ؟ نبیِ کریم ﷺ کا حُسن وجمال کیسا تھا؟ اُنھوں نے فرمایا: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيْحًا مُّقَصَّدًا۔ نبیِ کریم ﷺ کا رنگ مبارک گورا، گندم مائل تھا اور جسم مبارک درمیانہ تھا۔ (مسند احمد، حدیث: 23797۔ صحیح مسلم، حدیث: 2340)

طوافِ بیت اللہ کے دوران بھی اگر وہ جانِ عالَم ﷺ کے حُسن وجمال اور شرف وکمال کی باتیں کرتے تھے تو اِس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اُن کے شب وروز کے دیگر لمحات کیسے گزرتے ہوں گے! امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے درس دیا:

جس کا حُسن اللہ کو بھی بھا گیا	ایسے پیارے سے محبّت کیجیے!
حیِّ باقی جس کی کرتا ہے ثنا	مرتے دم تک اُس کی مدحت کیجیے!
جو نہ بُھولا ہم غریبوں کو رضا	یاد اُس کی اپنی عادت کیجیے!

1500 سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر محبّتِ رسول ﷺ میں اِضافہ کی تمنّا لیے آج کے خطبہ میں سرکارِ دوجہاں ﷺ کے چند ایسے خصائص کا تذکرہ ہوا جن کا ظہور میلادِ مصطفیٰ ﷺ سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ:

- ❖ ہمارے آقا کریم ﷺ کا یہ منفرد اعزاز ہے کہ باری تعالیٰ نے آپ کے سرِ انور پر "لولاک" کا تاج سجایا ہے۔ ربِّ کریم نے تمام مخلوق کو سرورِ عالَم ﷺ کے طفیل پیدا فرمایا ہے اور اِس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ مخلوق کے سامنے بارگاہِ ربّ العزت میں آپ ﷺ کی بے پناہ عزت و وجاہت ظاہر ہو۔
- ❖ مخلوق کی پیدائش بھی رسولِ کریم ﷺ کے طفیل ہے اور مخلوق کی بقا بھی آپ ﷺ کے قدموں سے وابستہ ہے۔
- ❖ سرکارِ دوعالَم ﷺ کا خاصہ ہے کہ ربِّ کریم نے آپ کے اُصول کو بھی شرک و کفر سے محفوظ رکھا اور فروع کو بھی طہارت سے خاص حصہ عطا فرمایا۔

سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک... اور سیدتنا حوّا سے سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک... حضور اقدس کا نور ہمیشہ پاکیزہ لوگوں میں رکھا، آپ ﷺ کے آباء و اجداد اور اُمّہات و جدّات میں کوئی بھی کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ نہیں ہوا اور آپ کے اہلِ بیت علیہم الرضوان کو طہارت سے نوازنے کا اعلان بھی قرآنِ حکیم میں موجود ہے۔[1]

- ❖ یہ بھی ماہِ مدینہ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ابھی دُنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ چہار دانگِ عالَم میں آپ کے نامِ نامی کی دھوم تھی، آپ کے اوصاف و کمالات کے چرچے تھے، آپ کا وسیلہ پیش کیا جاتا تھا اور حقیقت شناس لوگ دل و نگاہ کو فرشِ راہ کیے منتظر تھے کہ کب نبیِ آخر الزماں ﷺ تشریف لائیں اور ہمیں آپ کی غلامی کی سعادت نصیب ہو!

ایسے عظیم الشان رسول کی پیروی دونوں جہان کی سعادت ہے اور اُن کا دامن چھوڑنا بہت بڑی محرومی ہے۔

شرعی مسئلہ: حاضر کا معنیٰ ہے: موجود اور ناظر کا معنیٰ ہے: دیکھنے والا۔

ربِّ کریم بلاشبہ موجود بھی ہے اور ہر چیز کو دیکھتا بھی ہے، مگر اُس کے لیے "حاضر و ناظر" کا لفظ استعمال کرنا درست نہیں؛ کیونکہ باری تعالیٰ کے لیے صفاتی نام کے طور پر فقط وہ الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں جو قرآن و سنت میں ارشاد فرمائے گئے، جب کہ قرآن و سنت میں اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ ارشاد نہیں ہوا۔[2]

---

[1] دیکھیے: الاحزاب 33:33

[2] تفصیل کے لیے لنک ملاحظہ کیجیے: https://www.fatwaqa.com/ur/fatawa/aqaid/652

اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کے طفیل ہم سب کی بخشش ومغفرت فرمائے! اور 1500 سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر ہمیں محبتِ رسولِ کریم ﷺ میں اِضافہ کی خیرات سے نوازے!

قادرِ مطلق اہلِ غزّہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور اسرائیل اور اُس کے اتّحادیوں کو نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو سیلاب سمیت تمام زمینی وآسمانی آفات سے محفوظ فرمائے اور مشکلات کا شکار جملہ مسلمانوں کی خاص مدد فرمائے۔ خالقِ کریم وطنِ عزیز کے تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!